خطبۂ صدارت

اجلاس ۱۲ دوازدہم

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

احمد آباد۔ گجرات

منعقدہ ۷؍۸؍ اکتوبر ۱۹۹۵ء

از

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

کیمپ آفس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

۱۴۱۶ھ — ۱۹۹۵ء

کتابت ——————— ظہیر احمد کاکوروی

طباعت ——————— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)

صفحات ——————— ۲۸

باہتمام

محمد غفران ندوی

طابع وناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام کیمپ آفس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ لکھنؤ

(پوسٹ بکس ۹۳، ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین
وخاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم
باحسان ودعا بدعوتھم الیٰ یوم الدین

حضرات علمائے کرام، برادرانِ اسلام و حاضرین جلسہ!

اہلِ عرب جب کسی عمل یا کارروائی کے متعلق یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ برمحل اور برموقع ہوئی تو کہتے ہیں "جاء فی مکانہ وفی اوانہ" یہ بات اپنے صحیح محل و مقام اور مناسب موقع اور وقت پر پیش آئی (یا پیش کی گئی)

اس حقیقت پسندانہ جملہ کی روشنی میں پہلے اس حقیقت اور واقعہ کا اعتراف و اعلان کیا جاتا ہے کہ "مسلم پرسنل لا بورڈ" کا یہ بارہواں[12] اجلاس اپنے صحیح محل و مقام پر ہو رہا ہے، اور پھر عرض کیا جائے گا کہ وقت اور ضرورت کے تقاضہ کی بنا پر منعقد کیا جا رہا ہے اور وہ ایک فریضہ کی ادائیگی اور حقیقت پسندی اور فرض شناسی کا ثبوت ہے۔

جہاں تک اجلاس کے محل و مقام کی مناسبت اور اس اہم اجلاس کے یہاں منعقد کرنے کے جواز بلکہ معقولیت اور صحیح انتخاب کا

www.abulhasanalinadwi.org

سوال ہے، صوبۂ گجرات (جو اس صوبہ کا قدیم تاریخی اور علمی دنیا میں معروف نام ہے) کے بارے میں ہندوستان کے اسلامی عہد کے سب سے بڑے مؤرّخ وسوانح نگار پدر بزرگوار مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء[1] کی کتاب کے چند اقتباسات پیش کرنے پر قناعت کی جائے گی، جو گجرات کے بارے میں پائے جاتے ہیں۔

"علوم وفنون میں اگر گجرات شیراز تھا، تو حدیث کی خدمات کے لحاظ سے یمن میمون سے مماثلت رکھتا تھا، علم حدیث کی سرگرمی کے ساتھ ساتھ یہاں فقہ میں بھی شاندار کارنامے انجام پائے تھے، ہندوستان کے کسی دوسرے علاقہ کی علمی اور تمدّنی سرگرمیوں کی تاریخ اتنی مسلسل اور طویل نہیں ہے جتنی گجرات کی۔"

اس اجلاس و موضوع کی مناسبت سے کہا جاتا ہے کہ گجرات کا فقہ حنفی اور اصول فقہ میں بھی امتیازی حصّہ ہے، یہاں مفتی رکن الدین ناگوری نے جو نہروالہ کے مفتی تھے، فقہ حنفی کی دوسو چار (۲۰۴) کتابوں کو پیش نظر رکھ کر فتاویٰ حمّادیہ تصنیف کی، جس کے حوالے

---

[1] متوفی ۱۳۴۲ھ — ۱۹۲۳ء، مصنف نزہۃ الخواطر (الإعلام بمن فی تاریخ الھند من الأعلام (۱–۸) الثقافۃ الاسلامیۃ فی الھند، الھند فی العھد الاسلامی۔ (عربی) یادایام تاریخ گجرات، گلِ رعنا (اردو)

www.abulhasanalinadwi.org

فتاویٰ عالمگیری میں جا بجا ملتے ہیں۔

اسی طرح مفتی قطب الدین (م ۹۹۰ھ) کا ذکر کئے بغیر بھی رہا نہیں جاتا جن کو حرم شریف میں درس دینے کا شرف حاصل ہوا، علامہ قاضی شوکانی صاحب نیل الاوطار نے اپنی کتاب "البدر الطالع" میں بڑے بلند الفاظ میں ان کا ذکر کیا ہے، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حرمین شریفین اور دیارِ عرب میں، جن کے فضل و کمال کا سب سے زیادہ اعتراف کیا گیا، اور جن سے استفادہ کو باعث فخر و شرف سمجھا گیا، وہ زیادہ تر علمائے گجرات تھے، وکفیٰ بہ فخرًا و شرفًا۔

اس سلسلہ میں وزیر آصف خاں کا نام لینا کافی ہوگا، جن کو یہ شرف و خصوصیت حاصل ہے کہ علامہ ابنِ حجر مکّی نے ان کے حالات پر مستقل رسالہ لکھا ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں :—

"جس زمانہ میں آصف خاں مکّہ معظمہ میں آکر رہے تھے، عجیب طرح کی رونق مکّۂ معظمہ میں پیدا ہوگئی تھی، علماء و فقہائ اُن کی صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے، گھر گھر علم کا چرچا ہوگیا تھا مکّہ والوں نے تحصیل علم میں پوری کوشش کی تھی، انھوں نے اہلِ علم پر اپنے احسان و کرم کے دائرہ کو اس قدر وسیع کردیا تھا، جس کی نظیر اُن کے معاصرین میں بلکہ ایک مدّت سے مفقود تھی، علامہ عزّ الدّین عبدالعزیز مکّی نے آصف خاں کی مدح میں چھیاسٹھ شعر کا قصیدہ لکھا"

www.abulhasanalinadwi.org

علوم دینیہ بالخصوص فقہ وقضاء وافتاء کی صلاحیت میں علمائے گجرات کے امتیاز و اختصاص کا نتیجہ تھا کہ سلطنتِ دہلی نے بھی، اُن کے اس امتیاز و اختصاص سے فائدہ اٹھایا، اور اُن کو "قاضی القُضاۃ" کے عہدہ پر فائز کیا، قاضی شیخ الاسلام گجراتی دارالملک دہلی کے قاضی تھے، ۱۰۸۶ھ میں عالمگیر نے اُن کو مجبور کرکے "اَقضَی القُضاۃ" کا عہدہ عنایت کیا، اس عہدۂ جلیلہ کے فرائض انھوں نے نہایت آزادی اور راست بازی کے ساتھ انجام دیئے اور حق بات کے ظاہر کرنے میں کسی بادشاہ کے سامنے بھی نہیں چُوکے، اُن کے بعد اُن ہی کے داماد قاضی ابوسعید ۱۰۹۲ھ میں اُن کی جگہ "اَقضَی القُضاۃ" کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے، عہد عالمگیری میں دہلی کے اقضی القُضاۃ کے عہدہ کے لئے گجرات ہی کے علماء کا منتخب ہونا، اس کے علمی و فنّی امتیاز کا کُھلا ثبوت ہے۔

شخصی، خاندانی و موروثی سلطنت کے دور میں والیانِ سلطنت اور اُن کے وزراء کا نہ صرف مُتّبع شریعت وسنّت ہونا، بلکہ صلاح وتقویٰ میں اور شرع و دین کی واقفیت میں ممتاز ہونا، پوری قلمرو، زیرِحکومت علاقہ اور خواص وعوام کے طبقہ پر اثر انداز ہوتا ہے، اور اس سے پوری قلمرو میں دین کا احترام اور شریعت پر عمل کرنے کا جذبہ اور رُجحان پیدا ہو جاتا ہے، اس سلسلہ میں بھی گجرات کو (ایک محدود لیکن طویل مدّت تک) یہ امتیاز حاصل رہا ہے کہ یہاں بعض ایسے سلاطین صاحبِ اقتدار اور فرمانروائے ملک رہے ہیں، جن کی نظیر کم سے کم

www.abulhasanalinadwi.org

ہندوستان کے صوبوں کی تاریخ اور سلاطین وقت کی سوانح (سلطان محی الدین اورنگ زیب کو مستثنیٰ کرکے، جن کو بعض فضلائے عرب نے "سادس الخلفاء الراشدین" کا لقب[1] دیا ہے) میں مشکل سے ملتی ہے، اس سلسلہ میں سب سے زیادہ نمایاں مظفر شاہ حلیم گجراتی (م ۹۳۲ھ) کی ذات ہے، مولانا سید عبدالحی صاحبؒ، اُن کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"فضل وکمال کے ساتھ تقویٰ وعزیمت کی دولت بھی اس نے خداداد پائی تھی، تمام عمر نصوصِ احادیث پر عمل رہا، ہمیشہ باوضو رہنا، نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا، روزے عمر بھر نہیں چھوٹے"!

اُن سلاطین میں بعض ایسے سلاطین بھی گذرے ہیں، جن کی خدمتِ دین، اشاعتِ علم اور اس کی سرپرستی کا دائرہ گجرات ہی کے حدود سے نہیں بلکہ ہندوستان کے حدود سے بھی نکل کر مرکز ومصدر علم دین "حجاز مقدس" تک وسیع تھا۔ وکفی بہ فخرًا وشرفًا۔

مولانا سید عبدالحی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:-

"محمود شاہ دوم (م ۹۶۱ھ) کی توجہ وسرپرستی سے مکہ معظمہ میں ایک عظیم الشان مدرسہ باب عمرہ سے متصل قائم کیا گیا جس میں علامہ شہاب الدین ابن حجر مکیؒ اور عزّ الدین عبدالعزیز زمزمی وغیرہ علمائے مکہ، تدریس کی خدمت انجام دیتے تھے، علاوہ اُس کے کئی رباط اور مکتب مکہ معظمہ میں تعمیر کئے گئے۔

---

[1] نامور عرب ادیب ومصنف علامہ علی الطنطاوی مراد ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

محمود شاہ نے اس پر قناعت نہیں کی بلکہ اس نے خلیج کنبایہ (کھمبایت) میں ایک بندرگاہ کی آمدنی محض حرمین محترمین میں رہنے والوں کے واسطے وقف کردی تھی، یہاں سے ایک لاکھ اشرفیوں کی قیمت کا مال جدّہ بھیجا جاتا تھا، اور اُس کے بھیجنے میں جو کچھ صرف ہوتا تھا، وہ خزانۂ شاہی سے دیا جاتا تھا، اس مال کے فروخت سے جو کچھ آمدنی ہوتی تھی، وہ سب اہلِ حرمین محترمین پر تقسیم کردی جاتی تھی۔[1]

حضرات! ان قابلِ فخر تاریخی حقائق اور گجرات کے شاندار علمی و دینی دور کا تقاضہ ہے کہ حفاظت وحمایتِ شریعت بلکہ غیرتِ دینی وحمیّتِ اسلامی کا جو قدم ہندوستان بلکہ دنیا کے کسی بھی حصّہ میں اُٹھایا جائے، اور مسلمانوں کو پوری شریعت پر عمل کرنے، جس میں وہ عائلی قانون (پرسنل لا) بھی داخل ہے، جس کی بنیاد کتاب وسنّت کے نصوص، آیاتِ قرآنی اور احادیثِ صحیحہ پر ہے، اور اپنے معاشرتی معاملات، ازدواجی وعائلی زندگی کے مختلف مراحل اور تقاضوں کے سلسلہ میں شرعی وقانونی طور پر خود کفیل ہونے، اور اپنے تشخّص کو برقرار رکھنے کی دعوت دی جائے تو اہلِ گجرات اس پر لبیک کہیں اور اس کے لئے اپنے صوبہ کی فضا کو موافق ومعاون بنائیں، بلکہ اس کی کامیابی اور نفاذ کے لئے اگر ہندوستان کے کسی گوشہ سے بھی صدا لگائی گئی ہے، اور اس کے لئے جدّوجہد

---

[1] یادِ ایام ص۵۶ بحوالہ ظفر الوالہ مصنّفہ محمد بن عمر الآصفی۔

www.abulhasanalinadwi.org

شروع کی گئی ہے تو اس کے ساتھ پورا تعاون واشتراک کریں۔

حضرات! اب جب اسلام کے عائلی قانون کا تذکرہ آگیا ہے تو مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس عائلی قانون کی بلندی و برتری، اس کے انسانیت کے احترام، فطرتِ انسانی سے مطابقت، عورت کے اسلام میں مرتبہ اور اُس کے حقوق کے اعتراف، اس کے ساتھ انصاف بلکہ رعایت وفیاضی کے بارے میں بھی کچھ عرض کیا جائے اور قوانین مروّجہ دنیا کے مختلف مذاہب وتہذیبوں اور معاشرتی وازدواجی زندگی کے رائج الوقت نمونوں اور مناظر کو سامنے رکھ کر، تقابلی مطالعہ (COMPARATIVE STUDY) کی روشنی میں کچھ غیر مسلم مفکّرین، ماہرینِ قانون، تمدّن وتہذیب عالم کے مؤرخین اور فضلاء کے اقوال پیش کئے جائیں، جنھوں نے اسلام کے عائلی قانون کی برتری، انصاف پروری، احترام انسانی نہیں بلکہ احترامِ نسوانی کا برملا اعتراف کیا ہے، اس کی ضرورت اس لئے بھی محسوس کی جاتی ہے کہ عام طور پر غیر اسلامی ذرائع ابلاغ، پریس اور یک طرفہ ناقدین نے اس کے بارے میں عام طور پر یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کا عائلی قانون، طبقۂ نسواں کے ساتھ انصاف پر مبنی نہیں ہے، وہ قدیم تہذیب و معاشرت اور اس عہد کی یادگار ہے، جب عورت کو وہ درجہ نہیں دیا جاتا تھا، جس کی وہ مستحق ہے، اور یہ قانون اب اس ترقی یافتہ دور میں باقی رہنے اور چلنے کے قابل نہیں ہے، جب حقائق سے پردہ اٹھ گیا ہے، قدیم رسم ورواج داستانِ پارینہ بن گئے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

عورت زندگی میں برابر کی شریک ہے، اور اب ترقی یافتہ مغرب ہی اس سلسلہ میں قابلِ تقلید و استفادہ ہے۔

اس پروپیگنڈہ کا کچھ اثر مسلمان بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ پر بھی ہوا ہے، اور وہ ایک طرح کے احساس کہتری INFERIORITY OOMPLEX میں مبتلا ہوگیا ہے اور اس میں اپنے عائلی قانون پر افتخار ہی نہیں، اعتماد واطمینان اور دفاع کا جذبہ بہت جگہ سرد پڑگیا ہے، ہم اس موقع پر چند مغربی ماہرینِ قانون، مؤرخین تمدّن وتہذیب اور مغربی دانشوروں کے اقوال پیش کرتے ہیں، جنھوں نے صاف اس بات کا اعتراف کیا ہے، کہ اسلام کا عائلی قانون، دوسرے قوانین کے مقابلہ میں کہیں زیادہ منصفانہ، حقیقت پسندانہ، اور کہیں زیادہ طبقۂ نسواں کے احترام اور اس کے ساتھ انصاف و مراعات پر مبنی ہے، یہ بیانات ہمارے مرعوب تعلیم یافتہ طبقہ کی آنکھوں سے پردہ اٹھا دینے کے لئے کافی ہیں جس نے آزاد تقابلی مطالعہ کی زحمت گوارہ نہیں کی، اور وہ یک طرفہ سطحی بیانات سے متأثر ہے۔

اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے ایک مغربی فاضلہ کا بیان پیش کرتے ہیں، اس لئے کہ اس سلسلہ میں خواتین زیادہ حسّاس (SENSITIVE) جذباتی، زود احساس اور رقیق الشعور (SENTIMENTAL) واقع ہوتی ہیں اس لئے کہ یہ اُن کے طبقہ کا قضیّہ ہے، اور وہ اپنے طبقہ کی طرف سے دفاع اور اس کی حمایت اپنا فرض سمجھتی ہیں۔

مسز اینی بسنٹ (MRS. ANNIE BESANT) ہندوستان میں ایک تربیتی

www.abulhasanalinadwi.org

اصلاحی تحریک کی قائد اور جنوبی ہند کے ایک ثقافتی ادارہ (تھیاسوفیکل سوسائٹی) کی صدر رہی ہیں، انھوں نے ہندوستان کی تحریک آزادی میں بھی حصّہ لیا تھا، وہ اپنی کتاب "ہندوستان کے عظیم مذاہب" میں لکھتی ہیں:-

"قرآن مجید کی آیت ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا (النساء-۱۲۴) (اور جو کوئی نیکیوں پر عمل کرے گا (خواہ) مرد ہو یا عورت اور وہ صاحبِ ایمان ہو تو ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا) پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات عام اخلاقی ہدایات میں محدود نہیں، بلکہ عورتوں کی وراثت کے لئے پورا قانون قرآن میں موجود ہے، اور وہ قانون اپنے عدل و انصاف اور آزادی کی وسعت اور کارفرمائی میں اس مسیحی و انگریزی قانون سے کہیں زیادہ فائق ہے، جس پر اب سے بیس سال پہلے تک برطانیہ میں عمل ہوتا رہا ہے، اسلام نے عورت کے لئے جو قانون بنایا ہے، وہ ایک مثالی قانون کا درجہ رکھتا ہے، اس نے عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور امکانی حد تک ان کی مدد کا ذمّہ لیا ہے اور اُن کے کسی ایسے حصّہ پر (جو وہ اپنے اعزّاء، بھائیوں اور شوہروں سے پائیں) دست درازی کا سدِّ باب کر دیا ہے۔"[1]

---

[1] کتاب "ہندوستان کے عظیم مذاہب"۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک دوسری جگہ لکھتی ہیں :۔

"یک زوجگی و تعددِ ازدواج کے الفاظ نے لوگوں کو مسحور کردیا ہے، اور وہ مغرب میں عورت کی اس ذلت پر نظر ڈالنا نہیں چاہتے، جس سے اس کے اوّلین محافظ سڑکوں پر صرف اس لئے پھینک دیتے ہیں کہ اس سے اُن کا دل بھر جاتا ہے، اور پھر اُن کی کوئی مدد نہیں کرتا۔"[1]

عظیم و نامور فرنچ مصنّف و دانشور گستاؤلیبان (GUSTAVLI BON) اپنی شہرۂ آفاق کتاب "تمدّنِ عرب" میں لکھتا ہے :۔

"میراث کے وہ اصول جو قرآن میں صراحت کے ساتھ آئے ہیں، وہ عدل و انصاف کا ایک واضح مظہر ہیں، ان کے اور ان حقوق و قوانین کے درمیان مقابلہ کرنے سے جو فرانس و انگلستان میں عورت کے بارے میں ہیں، صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلامی نے شادی شدہ خواتین کو (جن کے بارے میں مغرب میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے) میراث کے وہ حقوق دیئے ہیں جن کی نظیر ہمارے قوانین میں نہیں ملتی، اسلام کا اثر مشرق میں عورت کی پوزیشن پر بہت گہرا اور وسیع تھا، اس نے عورت کی معاشرتی پوزیشن کو گھٹانے کے بجائے بہت بلند کردیا ان تمام دعاوی و مزعومات کے خلاف، جو بغیر کسی دلیل و مطالعہ کے یورپ میں دہرائے جاتے ہیں، قرآن نے عورت کو وہ وراثتی

لہ (Annie Besant "The life and teachings of Muhammad, Madras-1932 P. 3)

www.abulhasanalinadwi.org

حقوق عطا کئے ہیں، جو ہمارے مغربی قوانین سے کہیں بہتر ہیں،
اسلام میں عورتوں کے مرتبہ واہمیت پر اس سے بھی روشنی پڑتی
ہے کہ عربوں کے تمدّن کے عروج کے زمانہ میں اُن میں کثرت سے
ایسی خواتین نظر آتی ہیں، جو بڑا بلند علمی وادبی مقام رکھتی تھیں[1]
عہد عباسی میں ان کی ایک بڑی تعداد مشرق میں اور عہد اموی
میں اسپین (اندلس) میں پائی جاتی تھی[2]!

والٹیر (VOLTAIRE) اپنے مضمون میں، جو فلسفۂ قرآن کے عنوان سے ہے، ڈکشنری آف فلاسفی (DICTIONARY OF PHILOSOPHY) میں لکھتا ہے:-

"ہم اس سے ناواقف نہیں ہیں کہ قرآن، عورت کا وہ امتیاز مانتا اور بیان کرتا ہے، جو اس کو فطرت کی طرف سے ملا ہے،

---

[1] ان باکمال و بافیض خواتین کی فہرست بہت طویل ہے اور اس کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ مفید ہوگا، جن میں ان فاضلات و معلّمات، ادیبات و شاعرات اور صالحات و عابدات خواتین کے تراجم ہیں، یہاں پر صرف ایک نام لینا کافی ہوگا، جن کا نام کریمہ بنت احمد بن محمد المروزیہ (م ۴۶۳ھ) تھا، اور جو صحیح بخاری (جو اصح کتاب بعد کتاب اللہ کہی جاتی ہے) کی راویہ تھیں اور ان سے کثیر التعداد طالبان علم حدیث اور محدثین نے سند لی ہے اور وہ اس بارے میں بہت سے مرد شیوخ حدیث سے زیادہ تلامذہ و مستفیدین کی تعداد رکھتی ہیں۔

[2] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "تمدّن عرب" کا باب چہارم "مشرقی عورتوں کی حالت" ترجمہ شمس العلماء سید علی بلگرامی مطبوعہ اترپردیش اردو اکیڈمی ص ۳۶۵-۳۶۸

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن قرآن اس بارے میں تورات سے مختلف نظر آتا ہے کہ وہ عورت کی فطری کمزوری کو "خدائی سزا" نہیں مانتا، جیسا کہ سفر التکوین الاصحاح الثالث نمبر۱۶ میں ہے۔

یہ غلط بیانی اور تلبیس کی بات ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے عظیم شارع کی طرف عورتوں کے حق میں زیادتی و ناانصافی منسوب کی جائے، حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن کہتا ہے کہ:۔

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ○ (النساء ۱۹)

اگر وہ تمھیں ناپسند ہوں، تو عجب کیا کہ تم ایک شئی کو ناپسند کرو اور اللہ اس کے اندر کوئی بڑی بھلائی رکھ دے۔

نیز

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ (الروم ۲۱)

اور اسی کی نشانیوں میں ہے کہ اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمھارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبت و ہمدردی پیدا کردی بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے رہتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک دوسرا مغربی مصنف اپنی کتاب (DEFENCE OF ISLAM) میں لکھتا ہے:

"اگر معاشرتی نقطۂ نظر سے یورپ میں عورت ایک بلند مرتبہ ومقام پر پہنچ گئی ہے تو اس میں شک نہیں کہ اس کی پوزیشن مذہبی و قانونی حیثیت سے چند سال پہلے تک (اور بعض مقامات پر اب تک) اپنے مرتبہ ومقام میں اس سے کم ہے، جو مسلمان خاتون کو عالمِ اسلامی میں حاصل ہے۔"[1]

مسٹر ((N. J. COULSON)) لکھتے ہیں:—

"بلاشبہ عورتوں کی حیثیت کے بارہ میں خاص طور پر شادی شدہ عورتوں کے معاملہ میں قرآنی قوانین افضلیت کا مقام رکھتے ہیں، نکاح اور طلاق کے قوانین کثیر تعداد میں ہیں، جن کا عمومی مقصد عورتوں کی حیثیت میں بہتری لانا ہے اور وہ عربوں کے قوانین میں انقلاب انگیز تبدیلی کے مظہر ہیں.... اسے قانونی شخصیت عطا کی گئی جو اس سے پہلے حاصل نہیں تھی، طلاق کے قوانین میں قرآن نے سب سے بڑی تبدیلی جو کی ہے وہ عدّت کو اس میں شامل کرنا ہے۔"[2]

حضرات! ان تقول واقتباسات کے جو اسلام کے عائلی قانون کی نہ صرف معقولیت، انصاف پسندی بلکہ امتیاز وبرتری کی شہادتوں پر مشتمل تھے، پیش کرنے کے بعد اہلِ دین واہلِ دانش کے اس تاریخی اجتماع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہ حقیقت بھی پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ

---

[1] (SPIRIT OF CIVILISATION P. 268)

[2] (Islamic Surveys: A History of Islamic Law, Edinburg 1971—P. 14)

www.abulhasanalinadwi.org

فلسفۂ اخلاق، فلسفۂ نفسیات اور فلسفۂ مذاہب کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ مذہب کو اپنے مخصوص نظامِ معاشرت و تہذیب سے الگ نہیں کیا جا سکتا، دونوں کا ایسا فطری تعلق اور رابطہ ہے کہ معاشرت مذہب کے بغیر صحیح نہیں رہ سکتی اور مذہب معاشرت کے بغیر مؤثر و محفوظ نہیں رہ سکتا، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ مسجد میں مسلمان ہیں (اور مسجد میں کتنی دیر مسلمان رہتا ہے، اپنے سارے شوق عبادت کے باوجود؟) اور گھر میں مسلمان نہیں، اپنے معاملات میں مسلمان نہیں، اپنے عائلی و خاندانی روابط و تعلقات میں مسلمان نہیں، حقوق کی ادائیگی اور ترکہ کی تقسیم میں مسلمان نہیں۔

اس لئے ہم اس کی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی دوسرا نظام معاشرت، نظامِ تمدّن اور عائلی قانون مسلّط کیا جائے، ہم اس کو دعوتِ ارتداد سمجھتے ہیں، اور ہم اس کا اس طرح مقابلہ کریں گے جیسے دعوتِ ارتداد کا کرنا چاہیئے، اور یہ ہمارا شہری، آئینی، جمہوری اور دینی حق ہے، اور ہندوستان کا دستور، اور اس جمہوری ملک کا آئین اور مفاد نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے، بلکہ اس کی ہمّت افزائی کرتا ہے کہ جمہوریت کی بقا اپنے حقوق کے تحفظ اور اظہارِ خیال کی آزادی، ہر فرقہ اور اقلیت کے سکون و اطمینان میں مضمر ہے۔

مگر ابھی آئینی اور حکومتی سطح پر کوئی ایسا اقدام یا خطرہ سامنے نہیں آیا تھا، جس کا کھلے طور پر نوٹس لیا جائے، اور اس خطرہ کو دفع کرنے، یا اس سے محفوظ رہنے کی منظم اور جمہوری طریقے پر کوشش کی جائے،

www.abulhasanalinadwi.org

کہ اچانک سپریم کورٹ کی طرف سے یکساں عائلی قانون کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا، اور حکومت کو توجہ دلائی گئی کہ وہ دستور ہند کے اس رہنما اصول کو نافذ کرے، کہ اس سے ملک میں اتحاد، معاشرت میں یکسانی اور وحدت پیدا ہوتی ہے، اور اس سے ان بعض خطرات کا ازالہ ہوتا ہے، جو بعض فرقوں (بلکہ صحیح معنی میں اکثریت) کو پیش آرہے ہیں[1]۔

سپریم کورٹ کے اس شگوفہ کو چھوڑنے سے جو دستور ہند کے بنیادی اصول اور دفعہ "مذہب میں عدم مداخلت" کے بالکل منافی اور اقلیت کے لئے ایک چیلنج ہے، مسلمانوں کو اور خاص طور پر دین کا علم اور ملّی غیرت رکھنے والوں اور ان میں بھی خصوصی طور پر مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمّہ داروں کو چونکا بلکہ لرزا دیا، جنھوں نے مطلّقہ کو دائمی نفقہ دینے کے خلاف مہم چلائی تھی، اور سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کو منسوخ کرانے میں جو اس نے شاہ بانو کیس میں کیا تھا، غیر معمولی اور تاریخی کامیابی حاصل کی تھی۔

سپریم کورٹ کی حکومت کو اس توجہ دہانی اور پریس میں اس کے آجانے کے بعد سے مسلمانوں میں (بلا اختلاف فرقہ وارنہ)

---

[1] ان میں سب سے زیادہ اہمیت دوسری شادی کرنے کے لئے اکثریت کے بعض افراد کے قبول اسلام کے معدودے چند واقعات کو دی گئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

حلقۂ خیال اور سیاسی تنظیم و پارٹی) ایک کھلبلی سی مچ گئی، اور شاہ بانو کیس سے بھی زیادہ اس سے مذہب میں صریح مداخلت کے خطرات پیدا ہو گئے، اس لئے کہ شاہ بانو کیس صرف ایک جزئیہ سے تعلق رکھتا تھا، اور وہ مطلّقہ کو دائمی نفقہ دینے کا مسئلہ تھا، جس کی شریعتِ اسلامی میں کوئی قید و شرط نہ تھی، لیکن یونیفارم سول کوڈ پوری شریعتِ اسلامی، نکاح و طلاق، تعدّد ازدواج کی اجازت، نفقہ و میراث سب کے لئے ایک چیلنج اور اُن کے ازالہ و سدِّ باب کے لئے دروازہ کھولتا تھا، اور مسلمانوں کے لئے (جو ایک مکمّل آسمانی شریعت منزّل من اللہ کتاب اور عادلانہ و مطابق فطرت معاشرتی قانون رکھتے ہیں) خطرہ کی ایک گھنٹی بلکہ زندگی کی پوری چلتی ہوئی گاڑی کے لئے خطرہ کا اور روکنے کا ایک سگنل تھا۔

پھر سپریم کورٹ کی یہ توجہ دہانی بالکل ایک بے وقت، بے ضرورت اور بے فائدہ کام تھا کہ اس سے ملک کے حالات میں کوئی بہتری، باہمی اعتماد کی فضا اور ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے کوئی جذبہ اور جوش نہیں پیدا ہوتا تھا، بلکہ ملک میں ایک نئے انتشار کا اندیشہ اور صف آرائی کا خطرہ تھا، اس لئے کم سے کم مسلمان اپنے عائلی قانون کو (بجا طور پر) عقائد و فرائض کی طرح دین کا ایک جزء اور قرآن کا ایک

www.abulhasanalinadwi.org

حصّہ سمجھتے ہیں، اس عائلی قانون کی بنیادیں ، اس کے اہم اجزاء قرآن مجید میں (نصوص کی صورت میں) صراحتہً موجود ہیں، پھر اس سے ملک کے مختلف فرقوں اور مذہبوں میں کسی طرح بھی اتحاد اور وحدت نہیں پیدا ہوسکتی کہ اس کا اس سے دور کا بھی تعلق نہیں، اور دن رات اس کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کہ ایک ہی عائلی قانون رکھنے والے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار اور دست وگریباں ہیں۔[1]

---

[1] اگرچہ وزیر قانون نے اس کا اعلان کردیا اور اطمینان دلادیا ہے کہ بعض ہندو احیاء پرست (جماعتوں) کے اس مطالبہ کو منظور نہیں کیا جائے گا' اور قانون کی صورتحال جو ابھی تک تھی، باقی رہے گی اور مرکزی حکومت کی طرف سے بھی بعض ایسے اشارے دیئے گئے ہیں، لیکن مسلمانوں کو بحیثیت ملت اور مسلمانوں کے عائلی قانون کے تحفّظ کے مقصد کے لئے قائم ہونے والی جماعتوں بالخصوص آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کو اس سلسلہ میں بیدار اور چوکنّا رہنا چاہیئے کہ کسی وقت بھی ہندو احیاء پرستی کے جوش میں یا سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے یہ مطالبہ زندہ ہوسکتا ہے' اور اس کے لئے کوششیں پھر سرگرم ہوسکتی ہیں، اسلامی حمیت اور خطرات کا شعور رکھنے والی جماعتوں کے لئے حکیم شاعر کا پیغام ہے ؎

مکتبِ عشق کا دیکھا یہ نرالا دستور
اس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد ہوا

www.abulhasanalinadwi.org

اس سلسلہ میں کچھ فیصلے اور اقدامات ضروری ہیں، جو اس ملک میں جو آئینی حیثیت سے اور اعلان کی حد تک سیکولر (SECULAR) ہے لیکن عملی اور واقعاتی طور پر وہ اکثریت کے مذہب، تہذیب و معاشرت اور رجحانات کے تابع ہوتا جا رہا ہے، اور یہاں تدریجی طور پر ملک کا رُخ اکثریت کے ترجمان و پسندیدہ نظامِ تعلیم، طرزِ عمل اور عائلی قوانین و رسوم کی طرف پھیرا جا رہا ہے۔

۱۔ پہلا ضروری اقدام و فیصلہ یہ ہے کہ اس ملک میں جابجا شرعی دار القضاء قائم ہوں، جہاں سے عائلی اختلافات و تنازعات اور واقعات و حوادث کا شرعی فیصلہ معلوم کیا جائے اور اس پر عزم و خلوص اور دیانتداری کے ساتھ عمل کیا جائے، اس سے مسلمان خاندان اس طوالت، مصارف کثیر اور سب سے بڑھ کر شریعت کی مخالفت کے امکان و خطرہ سے بچ جائیں گے، جس کا عدالتی فیصلوں سے خطرہ ہے اور اس کے بار بار تجربے ہو چکے ہیں، پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شرعی فیصلہ پر فریقین اکثر راضی ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے ہیں، اور وہ محاذ آرائی ختم ہو گئی ہے، جو اس سے پہلے موجود تھی، پھر اس سے اُن کو وہ اجر و ثواب ہوتا ہے، جو حکم خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم جھکا دینے سے حاصل ہوتا ہے، اور وہ خدا کے حکم سے اس سرتابی اور بغاوت سے بچ جاتے ہیں، جس کے بارہ میں قرآن مجید کے صاف الفاظ ہیں:۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ   اور جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے

www.abulhasanalinadwi.org

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو

(المائدہ۔۴۷) ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔

اس سلسلہ میں اسلام کے عائلی قانون پر کتاب کی تدوین مکمّل ہوچکی ہے، اور ضرورت ہے کہ وہ جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہو اور اس کا انگریزی و ہندی میں ترجمہ بھی ہوجائے اور اسی کی روشنی میں ایسی شرعی عدالتوں "اسلامی دارالقضاء" میں فیصلے ہوں۔

۲۔ دوسرا کام "اصلاحِ معاشرہ" کا کام ہے۔

یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ اسلام صرف چند عقائد و فرائض اور عباداتِ مفروضہ کی ادائیگی میں محدود نہیں، وہ ایک پورا نظامِ حیات و معاشرہ ہے، جس کا تعلق دونوں انسانی جنسوں (ذکور و اناث) اور ہر عہد اور ہر ملک کے مسلمانوں سے ہے، مسلمانوں کی زندگی اور معاشرت (اپنے تمام اقسام و مراحل کے ساتھ) شریعت کے اس سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہونی چاہیئے، جو اللہ کے آخری رسولؐ قیامت تک کے لئے لے کر آئے اور جس کے متعلق واضح الفاظ میں اعلان کردیا گیا کہ :۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین

دِيْنًا ؕ (المائدہ۔۳) کے پسند کرلیا۔

اور اسی حکمت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ہر نبی کو انسانی لباس میں

www.abulhasanalinadwi.org

(بشر کی حیثیت سے) بھیجا تاکہ وہ اپنی اُمّت، متبعین، اور اپنے ملک ومعاشرہ اور اپنے عہد کے زندہ انسانوں اور مختلف الانواع طبقات کے لئے نمونہ اور مثالی وقابلِ تقلید ہستی بنے، خود سیّدالمرسلین وخاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نوع بشر کے لئے اسوۂ کامل بنا کر بھیجا اور آپ کو ان تمام مراحل اور زندگی کے شعبوں سے گذارا، جو انسانی زندگی کے فطری وضروری شعبے ہیں، یعنی صحت ومرض، شباب وکہولت، فراغت ومجاہدہ، صلح وجنگ، ازدواجی زندگی، اولاد کی پیدائش بھی اور ان میں سے بعض کی وفات بھی، پھر بعض دختران خاندانِ نبوّت کے فریضۂ ازدواج کی ادائیگی پھر ان سب مراحل وشعبوں کے بارے میں (حدیث وسیرت کے ذریعہ) مستند ترین معلومات مہیّا کرنے اور محفوظ رکھنے کا غیبی انتظام فرمایا، جس کی مثال صالحین ومتقین، مصلحین ومعلّمین کا کیا ذکر، گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بھی نہیں ملتی، اور پھر اس سب کے بعد فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ	رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو	تمہارے لئے یعنی اس کے لئے جو ڈرتا ہو
اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ	اللہ اور روز آخرت سے اور ذکر الٰہی
كَثِيرًا ۔ (الاحزاب ۔ ۲۱)	کثرت سے کرتا ہو۔

پھر اس کے بعد آپ ہی کی حیات طیّبہ مبارکہ میں دارالہجرہ مدینہ میں وہ اسلامی معاشرہ قائم کیا، جو زندگی، قدرت واستطاعت، فراغت و عسرت، شباب وکہولت، خاندانی وقبائلی اختلافات، ذوق وصلاحیت کے

www.abulhasanalinadwi.org

تنوّع کے ساتھ ایک زندہ، متحرک، حسّاس، عمل و اختیار کی صلاحیتوں کے تنوّع کے ساتھ آپ کی حیاتِ طیبہ میں دس سال تک، اور آپ کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کے عہد میں ایک مثالی معاشرہ تھا، اس میں قدرةً وفطرةً شادیاں بھی ہوتی تھیں، نکاح بھی ہوتے تھے، اور طلاق بھی، بیٹی کو نکاح کے بعد رخصت بھی کیا جاتا تھا، اور بہو کو بیاہ کر گھر بھی لایا جاتا تھا، مہر بھی معیّن ہوتا تھا، اور کسی نہ کسی شکل و مقدار میں جہیز بھی دیا جاتا تھا، والدین کے انتقال کے بعد میراث بھی تقسیم ہوتی تھی، اور املاک و جائیداد میں حصّہ بھی دیا جاتا تھا، تجارت، زراعت اور انواع معیشت میں شارکت وحصہ داری بھی ہوتی تھی، غرض زندگی اپنے پورے تنوّع کے ساتھ موجود تھی اور مستند ترین تاریخی ذرائع (تاریخ و مستند و متواتر روایات کے ذریعہ) اس کی ایسی تصویر محفوظ ہے، جس میں اس سب کے نمونے انواع و الوان، مظاہر و مناظر دیکھے جا سکتے ہیں۔

اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو عشرۂ مبشرہ میں ہیں، مہاجر ہیں اور قبیلۂ قریش سے تعلق رکھتے ہیں، اور اس کا پورا امکان ہے کہ اوپر ان کے خاندان کے اور بنی ہاشم (خاندان رسالت) کے رشتے بھی ہوئے ہوں، ایک دن معمول کے مطابق آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو آپؐ اُن کے لباس میں عطر کی ایسی خوشبو پاتے ہیں، جو عام طور پر اس سے پہلے نہیں ہوتی تھی، آپؐ سوال فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن! کیا بات ہے، آج تمہارے کپڑوں میں بہت عطر لگا ہوا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ یا رسول اللہؐ! میں نے

www.abulhasanalinadwi.org

نکاح کیا ہے، اس پر حدیث و روایات کی کسی کتاب میں یہ نہیں ملتا کہ آپؐ نے شکایت و استعجاب کا کوئی لفظ فرمایا ہو کہ عبدالرحمٰن! اتنی جلدی یہ بے تعلقی یا بے مروّتی، تم نے ہمیں خبر بھی نہیں کی اور نہ دعوت دی، اور نہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے معذرت و شرمندگی کا کوئی جواب منقول ہے، حالانکہ یہ مسلّم ہے اور تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ یثرب (جواب مدینۂ طیّبہ ہے) کوئی ایسا بڑا شہر نہیں تھا، جہاں اطلاع دینے کے لئے کوئی بڑا فاصلہ طے کرنا پڑتا اور یہ بھی ایک تجربہ اور مشاہدہ کی بات ہے کہ ایک شہر یا ایک نسل و پیشہ کے لوگ جب ترکِ وطن کر کے کسی دوسرے ملک یا شہر میں جاتے ہیں تو عام طور پر قریب ہی رہتے ہیں، اس لئے کہ وہ ایک دوسرے کے مزاج اور روایات سے واقف ہوتے ہیں، اور خواتین کو بھی ایک دوسرے سے ملنے جلنے میں آسانی ہوتی ہے، آپ یہ سننے کے بعد کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے نکاح کیا، صرف یہ فرماتے ہیں کہ "أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" (دیکھو ولیمہ ضرور کرنا چاہیے ایک بکری کا ہو۔)

یہ واقعہ اور روایت اس پر پوری روشنی ڈالتی ہے کہ عقد و نکاح کوئی ایسی ہنگامہ خیز اور زلزلہ انگیز تقریب یا واقعہ نہیں ہے کہ سارے شہر کو، پوری برادری کو، اور اہل تعلق کو اس کی خبر کی جائے، اور اُن کو مدعو کرنا ضروری سمجھا جائے ورنہ یہ سخت قابلِ شکایت بات ہوگی اور پھر اس میں ایسے اہتمام اور ایسی دھوم دھام سے کام لیا جائے، جس سے نکاح کرنے والے یا اس کے سرپرست و خاندان کی حیثیتِ عرفی (SOCIAL POSITION) کا اظہار و تعیین ہو۔

مدینۂ طیبہ کی اس مثالی اور معیاری معاشرہ اور طرزِ زندگی کے بعد

www.abulhasanalinadwi.org

عرصۂ دراز تک (جب تک مسلمان بیرونی تمدّنوں اور طرزِ معاشرت سے متاثر نہیں ہوئے اور ان میں اظہار شان وشوکت کی بیماری نہیں آئی) یہی طرزِ نکاح وازدواج اور اس کی سادگی اور محدودیت قائم رہی، عام طور پر مساجد میں نکاح ہوتے تھے، بعض مرتبہ کسی نماز کے بعد اچانک اعلان کردیا جاتا تھا کہ نماز کے بعد حاضرین تشریف رکھیں، فلاں کا نکاح ہوگا، اکثر خاندان کے تمام افراد کو بھی اس کی پہلے سے خبر نہیں ہوتی تھی۔[1]

لیکن جب مسلمان ان ملکوں میں جاکر بسے، جہاں دوسرا نظامِ معاشرت، طریقۂ شادی وغمی اور طرزِ زندگی رائج تھا، جس میں عزّت وافتخار، شہرت وناموری اور حُبِّ جاہ کا جذبہ کام کر رہا تھا، یا وہ اس ملک کے قدیم روایات کے مطابق تھا، جس میں دین ومذہب کا کم اور رسم ورواج کا زیادہ دخل تھا، اور جو وہاں کے مذاہب کے علم برداروں اور اجارہ داروں کے تساہل وتغافل اور ایک حد تک تعاون کا نتیجہ تھا تو مسلمان جن کو اس معاشرہ وماحول پر اثر ڈالنا چاہیئے تھا اور اس کی اصلاح کرنی چاہیئے تھی، وہ الٹے اس معاشرہ وماحول اور طرزِ زندگی سے متاثر ہوئے اور انھوں نے نکاح

---

[1] ریاست ٹونک میں حضرت سید احمد شہیدؒ کے خاندان کے وہ لوگ، جو صوبۂ سرحد سے زندہ سلامت واپس آئے تھے، اور دوسرے افراد خاندان، ان کے وطن "رائے بریلی" سے آکر بس گئے تھے، اور اسی وجہ سے اس محلہ کا نام "قافلہ" پڑگیا، یہی دستور تھا۔

معذرت کے ساتھ بطور لطیفہ کے لکھا جاتا ہے کہ ابھی حال میں راقم سطور نے لکھنؤ کی ایک مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد نماز جمعہ ختم ہوتے ہی دس منٹ میں منبر پر بیٹھ کر بیس نکاح پڑھائے اور یہ سب کام بغیر کسی شور وہنگامہ کے ایک گھنٹہ کے اندر ختم ہوگیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے اس مسنون فریضہ کو، جو نہایت سادگی اور سہولت سے ادا کیا جا سکتا تھا، ایک "ہفتخواں" سر کرنے کے مرادف بنا دیا، جس کے لئے بعض اوقات سودی قرض لینے، املاک کو فروخت کرنے یا رہن رکھنے کی نوبت بھی آجاتی ہے، اور وہ تمام قبائح و منکرات اس میں شامل ہو جاتے ہیں، جن سے شریعت نے روکا ہے، اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین و شریعت کے صحیح ترجمانوں نے اُن کی مذمت کی ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ قابلِ مذمت اور لائق توجہ مسئلہ زیادہ سے زیادہ جہیز دینے کے مطالبہ کا ہے، جس کو خود مسلمانوں نے اختیار کر لیا ہے، کہیں اس کا نام "تلک" ہے، کہیں "گھوڑا جوڑا" اس کے سلسلے میں وہ قابل مذمت اور لائق نفرت اقدامات بھی پیش آنے لگے ہیں اور بیاہی خاتون کے ساتھ احتجاج اور مقاطعہ کے وہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، جو نہ صرف شرعاً و اخلاقاً مذموم ہیں بلکہ دورِ وحشت و جاہلیت کی یادگار ہیں، جب دولت کی معبود کی طرح پرستش ہوتی تھی، اور اس کے حصول کے لئے سب کچھ جائز سمجھا جاتا تھا۔

پھر اسی طرح طلاق کے بارے میں، ترکہ کی تقسیم و میراث کے بارے میں، رفیقۂ حیات کے حقوق کی ادائیگی اور معاشرت کے بارے میں بہت سی کوتاہیاں مسلمانوں کے معاشرہ اور عائلی زندگی میں ایسی داخل ہو گئی ہیں جنھوں نے اسلامی معاشرہ کا امتیاز اور وقار کھو دیا ہے، اور کثیر التعداد مشکلات پیدا کر دی ہیں، جو محض اس شریعت سے روگردانی اور ناواقفیت کا نتیجہ ہے، جو ایک نعمتِ خداوندی کے طور پر انسانوں کو دی گئی تھی۔

ان حقائق کے پیشِ نظر جنھوں نے اسلام کی عمومیت، ابدیت، مطابق

www.abulhasanalinadwi.org

فطرت ہونے اور نعمتِ خداوندی ہونے پر پردہ ڈال دیا ہے، اور مسلمان معاشرہ کو صدہا مشکلات میں اور قبائح میں مبتلاء کر دیا ہے، ایک عالمگیر تو نہیں لیکن ہمہ گیر مہم چلانے کی ضرورت ہے، یہ کام "اصلاح معاشرہ" کے عنوان سے مسلم پرسنل لا بورڈ نے شروع سے اپنے پروگرام میں داخل اور اپنے فرائض میں شامل کیا تھا، اس سلسلہ میں پٹنہ میں، لکھنؤ میں، میرٹھ اور بستی میں اور بعض دوسرے مقامات پر "اصلاح معاشرہ" کے نام سے کامیاب اور کثیر الازدحام کانفرنسیں ہوئیں، جن میں پوری طاقت و تاثیر کے ساتھ عقائد و فرائض اسلام کی پابندی کے ساتھ، اس کے معاشرتی نظام اور عائلی زندگی کے احکام کو قبول کرنے اور ان پر پورے عزم و قوت کے ساتھ عمل کرنے کی دعوت دی گئی، اور صفائی کے ساتھ اس آیت کی روشنی میں مکمّل مسلمانوں کو کامل اسلام کے قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ۔ (سورۃ البقرۃ ۲۰۸)	اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے پیچھے نہ چلو، وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔

ضرورت ہے کہ یہ کام ہمہ گیر پیمانہ پر ہو، جا بجا "اصلاح معاشرہ" کے وسیع و مؤثر جلسے ہوں، اس میں صوبۂ گجرات کے، جس کی شاندار علمی و دینی تاریخ اور اس کے اس امتیاز و تفوّق کا ذکر، خطبہ کی ابتدا میں آچکا ہے، جو اس کو صرف اس برّ صغیر میں نہیں بلکہ (ایک طویل عرصہ تک) عالمِ عربی و اسلامی میں حاصل رہا ہے، ہر طرح شایانِ شان، قرین قیاس اور حسب توقع ہے، واللہ الموفق والمعین آخر میں میں اس اعزاز کے لئے، جو صدارت کی شکل میں ناچیز کو حاصل ہوا،

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس توجہ و التفات اور حسن استماع کے لئے جس کا موقر حاضرین جلسہ نے اظہار کیا، اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق

www.abulhasanalinadwi.org